بڑی خوش خبری ہے ان کے لیے دنیا اور آخرت کی زندگی میں (القرآن)

سیرت حضرت سید احمد جیلانی

سلطان المجذوب سید السادات حضرت سید احمد جیلانی مدظلہ النورانی

ولادت: ۱۳۸۳ھ - ۱۹۶۳ء

مرتب

حضرت مولانا اورنگ زیب قادری برہم پوری، بھاگل پوری

بڑی خوش خبری ہے ان کے لیے دنیا اور آخرت کی زندگی میں (القرآن)

سیرت حضرت سید احمد جیلانی

سلطان المجذوب سید السادات حضرت سید احمد جیلانی مدظلہ النورانی

ولادت: ۱۳۸۳ھ - ۱۹۶۳ء

مرتب

حضرت مولانا اورنگ زیب قادری برہم پوری، بھاگل پوری

حسب فرمائش

شہزادۂ حضور سلطان المجذوب سید حسین بابا مدظلہ العالی

کتاب: سیرتِ حضرت سید احمد جیلانی

تالیف: حضرت مولانا اورنگ زیب قادری، امام حنفیہ غریب نواز مسجد، برہم پوری

تقریظ: حضرت مولانا مفتی نیاز احمد اشرفی مصباحی بھاگل پوری

معاون: حضرت مولانا حامد رضا قادری امام تاج مسجد، گڑھ چرولی (بھاگل پور)

کمپوزنگ: حضرت مولانا مفتی زین العابدین صاحب قبلہ اشرفی بناری

پروف ریڈنگ: حضرت مولانا طارق صاحب قبلہ مصباحی غوث پور، غازی پور

تعداد: گیارہ سو

صفحات: ۲۸

سن اشاعت: ۱۴۳۹ھ مطابق ۲۰۱۷ء

موبائل: 9921802317

ملنے کا پتہ: (۱) حضرت کا دربار، رحمت نگر (رام نگر) گڑھ چرولی۔

(۲) حنفیہ غریب نواز مسجد، برہم پوری۔

فہرستِ کتاب

۱	تقریظ		۵
۲	عرضِ مرتب		۷
۳	سوانحی خاکہ		۱۱
۴	ولادت باسعادت		۱۱
۵	اسم گرامی		۱۱
۶	والدین کریمین		۱۱
۷	ولادت کی پیشین گوئی		۱۲
۸	شجرۂ نسب		۱۲
۹	ابتدائی زندگی		۱۴
۱۰	تعلیم وتربیت		۱۵
۱۱	جوانی		۱۵
۱۲	خاندان		۱۶
۱۳	عقدِ مسنون		۱۶
۱۴	حلیۂ مبارک		۱۷
۱۵	حضرت کا لباس		۱۷
۱۶	سیرت وکردار		۱۷
۱۷	گڑھ چرولی آمد وقیام		۱۸
۱۸	گڑھ چرولی آنے کی بشارت		۲۰

نمبر	عنوان	صفحہ
۱۹	فضائل ومناقب	۲۰
۲۰	پہلا واقعہ	۲۱
۲۱	دوسرا واقعہ	۲۱
۲۲	تیسرا واقعہ	۲۱
۲۳	چوتھا واقعہ	۲۲
۲۴	پانچواں واقعہ	۲۲
۲۵	چھٹا واقعہ	۲۳
۲۶	منقبت درشان سید المجذوب	۲۴
۲۷	صوفی، سالک اور مجذوب	۲۴
۲۸	صوفی صوفیائی نظر میں	۲۵
۲۹	تصوف کے چار طریقے	۲۵
۳۰	مجذوب کی قسمیں	۲۷
۳۱	تصوف کا ثبوت	۲۸

تقریظ

حضرت علامہ مفتی محمد نیاز احمد اشرفی مصباحی بھاگل پوری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامداً ومصلیاً ومسلماً

الا بذکر اللہ تطمئن القلوب (القرآن) "اللہ رب العزت ہی کے ذکر سے دلوں کا سکون ہے۔"

ذات باری تعالیٰ سے جن وانسان کا ربط دو طرح کا ہے۔ایک طریقہ علم اور دوسرا طریقہ جذب کہلاتا ہے۔صحابۂ کرام اور قرون اولی میں جن لوگوں کو مرتبۂ احسان حاصل تھا،ان کی زندگی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے لبریز تھی ان کی زندگی حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے متعلق غور وفکر میں صرف ہوتی تھی ،یہی وجہ تھی کہ انھوں نے روحانی جائزے زیادہ نہیں لیے کیوں کہ ان کی روحانی تشنگی حضور کی توجہ اور صحبتِ خاص سے بجھ جاتی تھی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ سے تیز رفتاری سے وسعت اختیار کرنے والی اسلامی حکومت میں نومسلمین (نوخیز مسلمانوں) کا جم غفیر لگنے لگا ،جس بارے میں صحابہ اور علمائے کرام غور کرنے لگے کہ ان کی اسلامی تربیت کس طرح کی جائے کہ ان علاقوں کی غیر اسلامی روایات اسلام میں داخل نہ ہوں۔

۶۶۱ء میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد امت میں اختلاف وانتشار زیادہ ہونے لگا، حکمراں اپنے سے پیشروں جیسی اسلامی حکومت کی مثال قائم نہ رکھ سکے اور متعدد علما ان سے بدظن ہونے لگے۔ یہ علما ابتدائی اسلام کی سادہ زندگی پر زور دیتے تھے۔ان میں حضرت حسن بصری اور ابوہاشم جیسے اجلہ علما شامل ہیں ان کی زاہدانہ زندگی آگے چل کر تصوف کی صورت میں نمو پائی۔

صحابۂ کرام کی زندگی نورِ قدس اور نورِ نبوت سے لبریز تھی اس لیے ان کو وصول الی اللہ کے لیے جدو جہد کی ضرورت نہیں پڑتی تھی۔ البتہ تبع تابعین کے بعد لوگوں کے دلوں سے قرآن واحادیث کے انوار معدوم ہونے لگے، تو علما وصول الی اللہ کے ذرائع تلاش کرنے لگے۔ چنانچہ حضرت شیخ نجم الدین اوران کے شاگرد حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی، غوث اعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی، خواجہ معین الدین چشتی یہ ایسے لوگ تھے، جنھوں نے قرب نوافل کے ذریعہ وصول الی اللہ کی طرزوں میں لاشمار اختراعات کیں اور طرح طرح کے اذکار واشغال کی ابتدا کی۔ یہ حضرات مکمل روحانی پاکیزگی کے ساتھ انسان کی اندرونی کیفیات وخواہشات، وجود کی فطرت وضرورت اور دنیاوی مسرتوں اور لذتوں سے دور ہوکر عبادت وریاضت اور اللہ کی بندگی پر زور دیتے تھے۔

زیرِ نظر کتاب اسی علمِ تصوف کی ایک کڑی ہے، جو دنیائے تصوف کے عظیم بادشاہ، نوردیدۂ غوثِ جیلاں، سید المجذوب حضرت سید احمد جیلانی مدظلہ النورانی، کی تصوفانہ وزاہدانہ زندگی پر مبنی ہے۔ جس کی ترتیب وتبویب کا کام، صوفی مزاج، بلند اخلاق وکردار، عالم باعمل، عاشق غوث وخواجہ حضرت علامہ مولانا الحاج محمد اورنگ زیب قادری صاحب قبلہ نے سرانجام دیا ہے، اللہ تعالیٰ موصوف کو دارین کی سعادت سے مالامال فرمائے اور اس کتاب کو قبولِ خواص وعوام بنائے۔ (آمین)

میں نے پہچانا نہیں تجھ سے کبھی بات نہ کی
پھر بھی تحریر میں تصویر اتر آئی ہے

عرضِ مرتب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ تعالیٰ کی معرفت اور قربت کے اصل ذرائع تین ہیں۔ ۱۔شریعت ۲۔طریقت ۳۔معرفت

شریعت : راہِ حق پر عمل پیرا ہونے کا نام ہے۔

طریقت : اپنے نفس سے علاحدگی اور مخالفت کا نام طریقت ہے۔

حقیقت : محبوب سے اتصال کا نام حقیقت ہے۔

صوفی ان واسطوں کو عبور کر کے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کر لیتا ہے۔

صوفی کی پہچان اور اس کا پیغام یہ ہے کہ اس کا قلب تنگ نہیں ہوتا بلکہ سمندروں سے زیادہ وسیع ہوتا ہے، ساری کائنات صوفی کے دل کی وسعت کا مقابلہ نہیں کر سکتی ،صوفیا کی بتلائی ہوئی تعلیمات پر عمل کر کے دنیا میں محبت واخوت کا رنگ بھرا جا سکتا ہے۔

صوفیا کی وسعتِ قلبی کی چند مثالیں ملاحظہ ہوں:

حضرت ابو بکر الحلبی نے روایت کیا کہ "ہم حضرت شیخ معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ دریائے دجلہ کے کنارے بیٹھے تھے کہ اچانک وہاں سے کچھ نوجوان گزرے جو ناچ گانا اور شراب نوشی کر رہے تھے، آپ کے مریدوں کو غصہ آگیا اور انھوں نے کہا: حضرت ان کے لیے بددعا کر دیجیے، انھیں ادب وحیا نہیں ہے، آپ نے اپنے ہاتھ اٹھائے اور یہ دعا کی: "الھی و سیدی !اسئلك أن تفرحهم فی الآخرة کمافرحتهم فی الدنیا" (کتاب الفتوة:۶۰) اے میرے مالک ان کو آخرت میں بھی اسی طرح خوش رکھنا جس طرح دنیا میں خوش رکھا ہے۔ یہ سن کر مریدوں نے عرض کیا: حضور آپ نے تو بددعا کی جگہ ان کو دعا دے

دی ،آپ نے مسکرا کر فرمایا: آخرت میں یہ اسی صورت میں خوش ہوں گے جب دنیا میں اپنے ان احوال سے توبہ کرلیں اور اللہ تعالی نے اگر انھیں آخرت میں خوش رکھنے کا فیصلہ کرلیا تو دنیا میں انھیں توبہ کی توفیق دے گا اور ان کی توبہ قبول ہو جائے گی۔"

معلوم ہوا کہ صوفی ہر انسان کی توبہ، بخشش اور مغفرت کی فکر کرتا ہے۔

علامہ ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ "سلوۃ الاحزان" میں بیان کرتے ہیں کہ صوفیا کے امام حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے دریائے دجلہ پر کپڑے اتار کر رکھا اور غسل کے لیے گئے، ایک چور آیا اور آپ کے کپڑے لے گیا، غسل سے فارغ ہو کر باہر آئے تو کپڑے غائب دیکھ کر پریشان ہوئے، چور واپس آیا اور کپڑے دے کر کہا: میرا دایاں ہاتھ جس سے کپڑے چرایا تھا، وہ فالج زدہ ہو گیا ہے۔ آپ نے ہاتھ اٹھایا اور دعا کی: میرے مولی! جس طرح تو نے میرے کپڑے واپس فرما دیے اس طرح اس چور کے ہاتھ کی صحت بھی واپس کر دے، آپ کی دعا سے اس کا ہاتھ صحت مند ہو گیا۔

یہ صوفی حضرات ہیں جن کی زندگی عام لوگوں سے بالکل مختلف ہوتی ہے۔

اسی تصوف و سلوک کی دنیا کے عظیم مسافر، سید السادات، سلطان المجذوب حضرت سید حبیب محسن المعروف سید احمد جیلانی مدظلہ النورانی کی ذاتِ گرامی ہے، جن کی مجذوبیت کا تذکرہ "گڑھ چرولی" اور اطراف و اکناف میں ہر آدمی کی زبان پر ہے۔ آپ کی کتابِ زندگی کے مختصر واقعات، خوارقِ عادات اور کشف و کرامات کو اس کتاب میں درج کرنے کی اس حقیر نے کوشش کی ہے، اس امید کے ساتھ کہ اگر سرکار نے اسے قبول فرما لیا تو یہ میری محنت کا دارین میں بہترین صلہ ہوگا۔

گر قبول افتد زہے عز و شرف

جیسا کہ آگے ذکر کیا گیا ہے کہ مجذوب متعدد طرح کے ہوتے ہیں، اگر مجذوب جذب میں

ظاہر حواس سے بیگانا ہوجائے تو اس سے احکام شرع بھی ساقط ہوجاتے ہیں۔ان کے احوال کبھی کبھار شرع کے خلاف بھی معلوم ہوتے ہیں لیکن دوسرے کو ان باتوں کی طرف توجہ نہیں دینا چاہیے کہ یہ اللہ کے ایسے مجبوب ہوتے ہیں کہ اللہ ان کی ٹیڑھی سیدھی ہر بات کو پسند کرتا ہے۔(ہاں ان کے اس طرح کے احوال عام لوگوں کے لیے نہ حجت ہیں نہ قابل تقلید۔)

اعلی حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:"حضرت موسی سہاگ مشہور بزرگ گذرے ہیں، میں ان کے آستانہ کی زیارت سے مشرف ہوا ہوں زنانہ وضع رکھتے تھے۔بادشاہ،قاضی و اکابر جمع ہو کر حضرت کے پاس دعا کے لیے گئے،آپ انکار فرماتے رہے کہ میں کیا دعا کے قابل ہوں،جب لوگوں کی التجاحد سے گزری تو ایک پتھر اٹھایا اور دوسرے ہاتھ کی چوڑیوں کی طرف لائے اور آسمان کی طرف منہ اٹھا کر فرمایا"مینہ بھیجے یا اپنا سہاگ واپس لیجیے"سہاگن بی بی کا یہ کہنا تھا کہ گھٹائیں پہاڑ کی طرح امڑیں اور جل تھل ہوگیا۔(ملفوظات امام احمد رضا:۲/ ۹۴)

اگر اس واقعہ پر غور کریں تو بہت سی باتیں شرع کے خلاف نظر آئیں گیں لیکن اس طرح کے مجذوب سے احکام شرع ساقط ہوجاتے ہیں اور ان پر کوئی شرعی مواخذہ نہیں ہوتا ہے(واللہ اعلم بالصواب)

اب اخیر میں،میں اپنے ان محسنین کا شکرادا کرنا چاہتا ہوں جنہوں نے اس کتاب کے منظرِ عام پر آنے میں دامِ درمے قدمے سخنے حصہ لیا ہے۔

بڑی ناپاسی ہوگی اگر اپنی کتاب میں ایک معتبر،سنجیدہ مزاج،علوم فاضلہ کا ماہر مدرس اور کتاب وقلم کے دھنی انسان کا تذکرہ نہ کروں،جنھوں نے اس کتاب کو ازسرِ نو مطالعہ فرمایا اور کتاب پر گرانقدر تقریظ لکھ کر اس کی افادیت کو دوبالا کردیا میری مراد حضرت مولانا مفتی محمد نیاز احمد اشرفی مصباحی کی ذاتِ گرامی ہے۔اللہ تعالی آپ کے علم وعمل میں برکتیں عطا کرے(آمین)

صمیمِ قلب سے شکر گزار ہوں،حضور سرکار سید احمد جیلانی مدظلہ النورانی کے فرزندار جمند حضرت

سید حسین بابا صاحب قبلہ کا جن کی کتابِ حیات ایک صاف وشفاف آئینہ کی طرح ہے۔

پہلی مرتبہ میری ملاقات آپ سے اس وقت ہوئی جب آپ گڑھ چرولی ،ایک دینی تقریب
میں شرکت کے لیے تشریف لائے تھے ۔میں اپنے چند احباب کے ساتھ زیارت کی غرض
سے حاضر ہوا۔محفل میں ایک عظیم شخصیت جلوہ گر تھی ،ہر انسان کی نگاہ اسی روئے زیبا کی طرف
متوجہ تھی ،کمال کی سنجیدگی ،فکر ونظر کی بلندی اور چہرے سے کمال کی نورانیت ظاہر ہو رہی تھی۔
اسی اثنا کسی نے میرے کان میں کہا: یہ حضرت کے شہزادے حضرت حسین بابا ہیں ،اب مجھے
بالمشافہ محظوظ ہونے کا خیال آنے لگا ،بفضلہ تعالی موقع میسر آیا ،آپ کے اخلاق
وکردار اور شریف النفسی نے اس قدر متاثر کیا کہ میں برابر ملاقات کا خواست گار رہنے لگا اور
گفت وشنید کا سلسلہ طویل ہوتا گیا۔اب ملاقات نہ ہو تو اضطراب بڑھنے لگتا ہے۔

اللہ تعالی نے آپ کو اسلامی اوصاف کا ایک عظیم حصہ عطا فرمایا ہے ،آپ بلند اخلاق وکردار،
غریب پرور ،مہمان نواز ،غمگسار ،مخلوق پر شفقت ومحبت ،اپنے بیگانے ہر ایک سے بلا امتیاز
ہمدردی ،جیسے اخلاقِ فاضلہ سے متصف ہیں اور یقیناً جو بندہ ان اوصاف سے متصف ہوتا ہے
وہ اللہ تعالی کا دوست ہوتا ہے اور اللہ رب العزت اس کے ذکر کو بلند فرماتا ہے ۔آج اہل
گڑھ چرولی کی زبانیں حضرت سید المجذوب اور حضرت حسین بابا کے ذکرِ خیر سے معطر
ہیں ۔حضرت والا کی بارگاہ میں مؤدبانہ التجا ہے کہ اس حقیر قادری کو اپنی صفِ نعال میں جگہ
عطا فرما کر شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں ۔اللہ تبارک وتعالی حضرت کے تمام چاہنے والوں کو
اپنے حفظ وامان میں رکھے اور آپ کا سایۂ کرم سب پر دراز فرمائے ۔(آمین)

ایک نسبت نے مجھے کر دیا ممتاز و بلند
ورنہ میں کیا تھا اور میری حقیقت کیا تھی

ولادت باسعادت:

۱۲ رجب ۱۳۳۸ھ مطابق ۲۹ نومبر ۱۹۶۳ء میں آپ کی ولادت سرزمین بارکس، حیدر آباد میں اپنے نانا جان کے گھر ہوئی۔

اسمِ گرامی:

اسلام میں یہ رسم شروع سے چلی آرہی ہے کہ جب کسی کے گھر کوئی بچہ پیدا ہوتا ہے، تو اس کے گھر والے اس کو بزرگ کے گھر لے جاتے ہیں اور نام رکھوا کر برکت کی دعا کرواتے ہیں۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''ولد لی غلام فاتیت به النبی صلی اللہ علیه وسلم فسماه ابراهیم فحنکه بتمرة و دعاله بالبركة'' (بخاری)

''میرے یہاں ایک بچہ پیدا ہوا، میں اسے لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں آیا، آپ نے اس کا نام ابراہیم رکھا، کھجور چبا کر اس کے منہ میں ڈالی اور اس کے لیے برکت کی دعا فرمائی''۔

آپ کی جب ولادت ہوئی تو آپ کے والد (جو مسند رشد و ہدایت پر فائز تھے) نے آپ کا نام حبیب محسن تجویز فرمایا، بعد میں آپ سید احمد جیلانی کے نام سے مشہور ہوئے۔

والدین کریمین:

آپ کے والد گرامی حضرت سید حسن رحمۃ اللہ علیہ فطری طور پر نیک عادات واطوار کے مالک تھے اور آپ کو تصوف وروحانیت سے کافی لگاؤ تھا۔ اچھی عادت اور پاکیزگی کی وجہ سے لوگ آپ کو اچھے لقب سے یاد کرتے تھے، آپ کا مزار بارکس حیدر آباد میں ہے، جو ہر خاص

وعام کا مرجع بنا ہوا ہے، آپ کی والدہ سیدہ بی بی شریفہ خدیجہ ابھی باحیات ہیں، جو نہایت پاکباز، پارسا اور عبادت و ریاضت میں یکتائے زمانہ ہیں۔

ولادت کی پیشین گوئی

آپ کی والدہ بیان کرتی ہیں کہ آپ کی پیدائش سے قبل میں نے خواب میں کئی بزرگ ہستیوں کو دیکھا، جنھوں نے فرمایا کہ تمھارے شکم سے ایک لڑکا پیدا ہونے والا ہے، جو تصوف کی دنیا میں نام روشن کرے گا اہلِ زمانہ ان پر فخر کریں گے، لوگ ان کے قدموں میں برکت تلاش کریں گے، اس خواب کے دو گھنٹہ بعد آپ اس خاکدانِ گیتی پر تشریف لائے۔

شجرۂ نسب

آپ نجیب الطرفین سادات میں سے ہیں آپ کا سلسلۂ نسب ۳۴ واسطے پر حضرت سید امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے۔

حضرت حبیب محسن المعروف سید احمد جیلانی

بن حسن رحمۃ اللہ علیہ

بن مشہور رحمۃ اللہ علیہ

بن حسن رحمۃ اللہ علیہ

بن محسن سید علی رحمۃ اللہ علیہ

بن سید محسن رحمۃ اللہ علیہ

بن علی رحمۃ اللہ علیہ

بن حسن رحمۃ اللہ علیہ

بن سالم رحمۃ اللہ علیہ

بن احمد رحمۃ اللہ علیہ

بن عیدروس رحمۃ اللہ علیہ

بن سالم رحمۃ اللہ علیہ

بن عمر رحمۃ اللہ علیہ

بن الحامد رحمۃ اللہ علیہ

بن الشیخ ابی بکر رحمۃ اللہ علیہ

بن سالم رحمۃ اللہ علیہ

بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ

بن عبدالرحمٰن ابی عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ

بن عبدالرحمٰن السقاف رحمۃ اللہ علیہ

بن محمد رحمۃ اللہ علیہ

بن علی مولاالدویلہ رحمۃ اللہ علیہ

بن علوی رحمۃ اللہ علیہ

بن الفقیہ المقدم محمد رحمۃ اللہ علیہ

بن علی رحمۃ اللہ علیہ

بن محمد ساکن مرباط رحمۃ اللہ علیہ

بن علی خالع قسم رحمۃ اللہ علیہ

بن علوی رحمۃ اللہ علیہ

بن محمد رحمۃ اللہ علیہ

بن علوی رحمۃ اللہ علیہ

بن عبید اللہ رحمۃ اللہ علیہ

بن احمد رحمۃ اللہ علیہ

بن عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ

بن محمد رحمۃ اللہ علیہ

بن علی العریضی رحمۃ اللہ علیہ

بن امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ

بن محمد الباقر رحمۃ اللہ علیہ

بن علی زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ

بن حسین رضی اللہ عنہ

بن مولی علی رضی اللہ عنہ و فاطمہ زہراء رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ابتدائی زندگی

آپ مادرزاد ولی ،بچپن سے ہی آپ میں بزرگی کے آثار نمایاں ہیں۔

بالائے سرش زہوش مندی
می تافت ستارہ بلندی

آپ کے والد گرامی جب قرآن پاک پڑھتے تو آپ دودھ پینا چھوڑ دیتے اور قرآن شریف سننے میں محو ہو جاتے تھے ۔بچپن ہی سے دوسرے بچے آپ کی تعظیم کرتے تھے ۔جب گھر سے باہر نکلتے آپ کے ساتھی ستاروں کے جھنڈ کی مانند آپ کے اردگرد جمع ہو جاتے اور آپ کی گفتگو بغور سماعت کرتے۔

تعلیم وتربیت

بلاشبہ اللہ رب العزت نے آپ کو علوم باطنی سے نوازا ہے، آپ نے باقاعدہ کسی دارالعلوم یا دینی ادارہ سے تعلیم حاصل نہیں کی ہے، بلکہ آپ کی والدہ بیان فرماتی ہیں کہ حضرت بچپن میں بڑے افہام و تفہیم کے بعد مدرسہ جایا کرتے تھے، اس وقت بھی ایک جذبی کیفیت طاری رہتی تھی، وجد میں کہا کرتے تھے مجھے سیدنا غوث پاک شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ پڑھاتے ہیں۔ مدرسہ کی جگہ ولیوں اور آستانوں پر جانا پسند کرتے تھے، کبھی کبھی دن گھر سے باہر جنگل و بیابان میں گذار دیا کرتے اہل خانہ آپ کو گھر واپس لاتے۔

والدِ گرامی نے یہ حالت دیکھ کر فرمایا اولاد کی محبت مجھے بہت عزیز ہے اس لیے انھوں نے آپ کے لیے ایک گاڑی اور ڈرائیور مقرر کر دیا کہ حضرت جہاں چاہیں انھیں لے جاؤ، پھر اکثر اوقات ذکرِ الٰہی میں مصروف رہنے لگے۔

جوانی

اللہ ربّ العزت کی محبت نے دنیا کے شور شرابے سے آپ کو بیزار کر دیا تھا، بچپن ہی سے جنگل و بیابان میں سیر و سیاحت اور عبادتِ الٰہی کے لیے نکل جاتے تھے۔

ایک دن والدِ محترم کی خدمت میں عریضہ پیش کیا کہ میری قلبی کیفیت میں عجیب اضطراب و بیقراری ہے اور آئے دن اس میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے، دن بدن یہ کیفیت بڑھتی رہی بسا اوقات وجد اور محویت کے عالم میں گھر سے باہر جنگلوں، ولیوں کی بارگاہ اور مزارات پر کئی کئی شب و روز گذار دیا کرتے تھے۔ رحمت آباد شریف کا وہ جنگل جہاں موذی جانور بکثرت پائے جاتے ہیں، حکومتِ وقت کی داخلے پر پابندی ہے، شدید گرمی اور بارش کے موسم میں بھی سارے مصائب سے

بے نیاز ہو کر یادِ الٰہی میں مشغول رہتے۔ یعنی بچپن اور جوانی کے اکثر اوقات جنگل وصحرا میں عبادتِ خداوندی میں گذارتے۔

خاندان

آپ کے والدِ گرامی سید حسن رحمۃ اللہ علیہ عالم بقا کو کوچ فرما چکے اور والدہ ماجدہ سیدہ خدیجہ ابھی با حیات ہیں، آپ پانچ بھائی ہیں، سب میں آپ بڑے ہیں

ان کے اسمائے گرامی حسب ذیل ہیں:

(۱) حضرت سید حبیب محسن المعروف سید احمد جیلانی

(۲) سید حبیب طاہر الحامد

(۳) سید حبیب محمد الحامد

(۴) سید حبیب علی الحامد

(۵) سید حبیب احمد الحامد

آپ کی طرح آپ کے منجھلے بھائی حضرت سید حبیب طاہر بھی اکثر وجد کی حالت میں رہتے ہیں۔

آپ کی چار بہنیں ہیں جن کے اسمائے گرامی حسبِ ذیل ہیں:

(۱) سیدہ شریفہ مریم (۲) سیدہ شریفہ آسیہ (۳) سیدہ شریفہ سلمیٰ (۴) سیدہ شریفہ اسما

عقدِ مسنون

آپ کا عقدِ مسنون ۱۹ رسال کی عمر ۱۹۸۸ء میں بی بی سیدہ شریفہ فاطمہ بنت سید حبیب محمد بارکس حیدر آباد سے ہوا، جو بڑی نیک سیرت اور پاک طینت خاتون ہیں، آپ کی دو اولاد ہے ایک فرزند سید حسین اور ایک صاجزادی سیدہ بی بی فاطمہ ہیں۔ آپ کے فرزند اور صاجزادی اعلیٰ تعلیم سے آراستہ و پیراستہ اور حسنِ اخلاق و جمالِ سیرت کی دولت سے مالا مال ہیں۔

حلیۂ مبارک

قد درمیانی، جسم متوسط، سر درمیانی، رنگ گورا، بال لمبے گھونگریالے، آنکھیں سیاہ، پیشانی روشن وکشادہ، چال میں متانت ووقار، مسکراتا چہرہ، جو دیکھتا ہے آپ کا گرویدہ ہو جاتا ہے اور ولایت کی قسم کھاتا ہے۔

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عین نور تیرا سب گھرانہ نور کا

حضرت کا لباس

آپ کرتا، پائجامہ، صدری اور تہ بند استعمال کرتے ہیں، عموماً سفید اور کبھی کبھی رنگین لباس بھی استعمال فرماتے ہیں، آپ کا لباس آپ کی سادگی وقناعت پسندی کا مکمل آئینہ دار ہوتا ہے۔

سیرت وکردار

اوصافِ حمیدہ اور اخلاقِ حسنہ مختصراً دو چیزوں کے مجموعہ کا نام ہے:

(۱) حقوق اللہ کی ادائیگی (۲) خلق خدا کی دل جوئی۔

انسان کی سعادت، نیک بختی اور معراج کا انحصار ان ہی دو چیزوں پر ہے بلکہ تصوف کا کمال بھی ان ہی پر منحصر ہے۔

علامہ فخر الدین رازی ”مفاتح الغیب“ میں فرماتے ہیں:

”إن مکارم الاخلاق منحصرۃ فی شیئین التعظیم لامر اللہ و الشفقۃ علی خلق اللہ“ بلندیِ اخلاق دو چیزوں سے مکمل ہوتی ہے۔ اللہ کے حقوق کی ادائیگی اور مخلوق پر شفقت ومحبت۔

فرماتے، ورنہ نگاہ بھی نہ اٹھاتے ہیں۔ آپ اخلاقِ عالیہ کے بلند مرتبہ پر فائز ہیں، جو بھی چند منٹوں کے لیے آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوتا وہ آپ کی عالی ظرفی اور اخلاق کی بلندی سے متاثر ہو کر آپ کا گرویدہ ہو جاتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا: "اللہ کے بندوں میں، اللہ کے نزدیک سب سے محبوب کون ہے؟ آپ نے فرمایا "أحسنهم خلقا" جس کے اخلاق سب سے اچھے ہیں۔

آپ اخلاقِ محمدی کی بیش بہا نعمت مخلوقِ خدا پر بانٹتے ہیں، ہر آنے والے کا خندہ پیشانی سے استقبال کرتے ہیں، گویا آپ کی سیرت عشق ومحبت، صبر ورضا، عاجزی وانکساری، حلم و بردباری اور اخلاقِ فاضلہ کی مکمل تصویر ہے۔

گڑھ چرولی آمد وقیام

جون ۱۹۹۷ء میں پہلی بار آپ گڑھ چرولی تشریف لائے، آپ کے ایک ارادت مند شیخ اقبال بن محمد صادق کو ان کے ایک غیر مسلم ساتھی نے اطلاع دی کہ اس علاقہ میں ایک بزرگ تشریف لائے ہیں، آئیے ہم لوگ ان سے ملاقات کا شرف حاصل کریں، پہلی بار زیارت کا موقع میسر آیا، ایک نورانی چہرہ کی زیارت کی، مصافحہ ودست بوسی کے بعد میں نے عرض کیا: حضور آپ کے مبارک قدم میرے گھر کے لیے باعثِ برکت ہوں گے تھوڑی دیر بعد حضرت نے آنے کا ارادہ فرمایا، میں نے اپنے غیر مسلم ساتھی سے کہا: آپ حضرت

کے ساتھ آئیں ،میں آگے جا کر انتظام کرتا ہوں،تھوڑی دیر بعد حضرت تشریف لائے ،کھانا تناول کیا پھر ارشاد فرمایا یہیں آرام کروں گا اور الحمد للہ آج تک اقبال بھائی کے مکان میں تشریف فرما ہیں ۔ابتدا میں اقبال بھائی کے والدین اور علاقہ کے ضمیر الدین نامی شخص خدمت پر مامور تھے ۔

آہستہ آہستہ عوام میں یہ بات مشہور ہوگئی کہ یہاں ایک آلِ رسول تشریف فرما ہیں ،لوگ جوق در جوق زیارت وملاقات کو آنے لگے ،غریب ،محتاج ،پریشان حال ،آسیب زدہ اور دائم المرض حضرات آپ کی بارگاہ میں آتے ہیں اور آپ کی بافیض بارگاہ سے بامراد ہوکر واپس جاتے ہیں ۔

حضرت کی گڑھ چرولی آمد کے تقریباً تین سال بعد آپ کے اہلِ خانہ کو آپ کے یہاں ہونے کا علم ہوا چوں کہ آپ جذبی کیفیت میں اکثر وبیشتر رہا کرتے ہیں ،اس لیے آپ کے کوچ کرنے کا علم آپ کے اہلِ خانہ کو نہ ہوسکا ۔تین سال کے گذرنے کے بعد آپ کے والدِ گرامی کے ایک خیر خواہ نے گڑھ چرولی میں آپ کو دیکھ لیا اور آپ کی ایک تصویر لیکر آپ کے والد گرامی اور اہلِ خانہ کو دکھایا ،چوں کہ زلف وغیرہ کافی بڑے ہو گئے تھے ،اس لیے شناخت مشکل ہو رہی تھی ،پھر ملاقات کے ارادہ سے اپنے دوست کے ساتھ گڑھ چرولی تشریف لائے اور آپ کو پہچان لیا ۔شیخ اقبال صاحب نے پوری تحقیق کی کہ واقعۃً حضرت کے والد آپ ہی ہیں کیوں کہ اس سے قبل کئی لوگ والد ہونے کا دعوی کر گئے تھے ۔لیکن والدِ گرامی نے کئی یادگار ثبوت میں پیش کیا تب لوگ مطمئن ہوئے ۔دوبارا اپنے اہل خانہ کے ساتھ آبائی وطن تشریف لے گئے اور تھوڑے دن قیام کے بعد گڑھ چرولی واپس آگئے ۔آپ اپنے مرید شیخ اقبال صاحب کے دولت خانہ پر قیام پذیر ہیں جو فرطِ عقیدت میں کہا کرتے ہیں یہ گھر اب میرا نہیں بلکہ حضرت کا ہے اور ہم سب حضرت کے غلام ہیں ۔اقبال بھائی بیان

کرتے ہیں کہ حضرت کی خاص کرامت یہ ہے کہ آپ جس گاڑی میں بیٹھ جائیں الحمدللہ اس کا ڈیزل ختم نہیں ہوتا ہے، یہ وہ کرامت ہے جو سب میں مشہور ہے۔

گڑھ چرولی آنے کی بشارت

اقبال بھائی بیان کرتے ہیں کہ میرے علاقہ کی ایک خاتون جو رشتہ میں میری چچی لگتی ہے اس نے حضرت کی آمد سے قبل ایک خواب دیکھا کہ کوئی حسین وجمیل، نورانی چہرہ والے بزرگ یہاں تشریف لائے ہیں اور دریافت کررہے ہیں کہ اقبال کا مکان کون سا ہے؟ اقبال بھائی کہتے ہیں کہ اس خواب کے چند دنوں بعد حضرت تشریف لائے آپ کی آمد سے قبل ہی مکان سے دل کو معطر کرنے والی خوشبو آنے لگی۔

فضائل ومناقب

قرآن پاک کی متعدد آیتیں اور مختلف احادیث کریمہ اس پر دلالت کرتی ہیں کہ اللہ کے وہ بندے جو تقویٰ وورع کے مقام پر فائز ہوتے ہیں، اوامر ونواہی کے پابند اور خود کو اللہ کے لیے وقف کردیتے ہیں، اللہ ایسے بندوں کو وہ مقام ومرتبہ اور شان وشوکت عطا کرتا ہے کہ اس کی تشریح عام انسان کے بس میں نہیں ہوتی ہے۔ ارشاد نبوی ہے:

''من کان للہ کان اللہ لہ'' جو اللہ کا ہوتا ہے اللہ اس کا ہوتا ہے۔

ایسے لوگوں کے لیے اس کے رب کی جانب سے ساری کائنات مسخر کردی جاتی ہے، اس سے ایسے ایسے حیرت انگیز واقعات رونما ہوتے ہیں، جن کی تشریح سے انسانی عقلیں عاجز ہوتی ہیں بلفظ دیگر اسے کرامت بھی کہتے ہیں۔

آپ کثیر الکرامت بزرگ ہیں، آپ سے بہت سی کرامتیں صادر ہوئیں ہیں، ان میں سے چند ہدیہ ناظرین کی جاتی ہیں۔

پہلا واقعہ

محمد آصف احمد جامعہ عربیہ ناگپور کہتے ہیں کہ سن ۲۰۰۰ء کی بات ہے، میرے پاؤں میں شدید درد ہوا تکلیف کے مارے ایک ایک پاؤں پچاس کیلو کا معلوم ہو رہا تھا، میں سیدھا حضور کی بارگاہ میں آیا، دست بوسی کی پھر فریاد کرنے لگا آپ نے فرمایا جا "خرگوش" کھا "خرگوش" کھا گھر واپس آ کر تین بار خرگوش تناول کیا، الحمد للہ حضرت کی دعا سے بیماری بالکل جاتی رہی۔

دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے

پر نہیں طاقت پرواز مگر رکھتی ہے

دوسرا واقعہ

یہی آصف صاحب کہتے ہیں کہ مارچ ۲۰۰۹ء میں میرے گھر ایک لڑکا پیدا ہوا تقریباً تیرہ مہینہ بعد اس کی آنکھوں سے مستقل پانی بہنے لگا، کئی ماہر طبیب سے علاج کے بعد بھی افاقہ نہ ہوا اور اخیر میں ایک ڈاکٹر نے کہا کہ آپریشن کے بغیر مرض صحیح نہیں ہوگا، میں پریشانی کے عالم میں حضرت کی بارگاہ گڑھ چرولی آیا آپ نے اپنا نوش کیا ہوا پانی عطا کیا، اسے آنکھ میں مسلسل ڈالنا شروع کیا اور دو مہینہ بعد الحمد للہ مکمل شفا مل گئی۔

تیسرا واقعہ

سید زبیر حسن صاحب قبلہ کہتے ہیں کہ ۲۰۱۲ء میں سرکار کی بارگاہ میں حاضری دی، آپ نے فرمایا: شہنشاہِ دکن سیدنا بابا شرف الدین رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں حاضری دو اور حضرت جہانگیر پیر کی بارگاہ میں بھی حاضری دینا۔ حضرت کے حکم کے مطابق شہنشاہِ دکن کی بارگاہ گیا لیکن کسی وجہ سے حضرت جہانگیر پیر کی بارگاہ نہ جا سکا، واپس ہو کر جب حضرت کی بارگاہ آیا، تو آپ نے فوراً فرمایا جہانگیر پیر کیوں نہیں گئے۔

اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ اللہ والوں کو وہ بصیرت عطا کی جاتی ہے جس سے دور و نزدیک کی چیزیں سب یکساں ہو جاتی ہیں۔ اسی لیے کہا گیا ہے کہ

قلندر ہر چہ گوید دیدہ گوید

چوتھا واقعہ

ایک بار رائے پور سے ایک شخص آیا، جو کینسر کے مرض میں مبتلا تھا، ڈاکٹروں نے اس کے مرض کو لاعلاج کہتے ہوئے واپس کر دیا تھا کہ یہ چند دنوں کا مہمان ہے۔ اہل خانہ حضرت کے پاس اسے لے کر آئے، آپ کے سامنے کھڑا کر دیا حضرت کے ہاتھ میں اس وقت ایک لوہے کی آری تھی آپ نے اس سے فرمایا تم کو کاٹ دوں گا یہ کہتے ہوئے دو تین بار آری اس کی گردن پر چلا دی، پھر آپ نے فرمایا: اسے لے جاؤ، اتنا کہنا تھا کہ وہ خود ہی چلنے لگا جبکہ آتے وقت وہ بھی لوگوں کے سہارے سے آیا تھا، گھر واپس ہو کر اس نے الٹی کی، اہل خانہ اسے ڈاکٹر کے پاس لے گئے، معائنہ کے بعد ڈاکٹر نے کہا: یہ تم نے کون سی دوا کھائی ہے کہ تمہارا کینسر ٹھیک ہو گیا ہے گھر والوں نے بتایا کوئی دوا نہیں کھائی ہے، ہاں ایک بزرگ کی بارگاہ میں حاضری دی ہے، ڈاکٹر نے کہا: ان ہی کے کرم سے شفا مل گئی ہے۔

پانچواں واقعہ

اقبال بھائی بیان کرتے ہیں کہ گڑھ چرولی آمد کے ابتدائی زمانہ میں تفریح کے لیے آپ جنگل گئے واپسی پر اقبال بھائی کی والدہ سے فرمایا کہ امی مجھ کو غسل کرائیے، غسل کے بعد حضرت کو دیکھا تو آپ کا چہرہ چاند کی مانند چمک رہا تھا اور بلا کے حسین معلوم ہو رہے تھے، دو سال کے بعد آپ نے غسل فرمایا، لیکن کبھی آپ کا جسم بے رونق نظر نہیں آتا ہے بلکہ جسم سے خوشبو آتی ہے۔ آپ کے حسن و جمال کو دیکھ کر کئی غیر مسلموں نے کلمہ پڑھ لیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ والوں کی علامت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: "الذین اذا رؤوا ذکر اللہ" یہ وہ لوگ ہوتے ہیں جنھیں دیکھ کر اللہ کی یاد آجاتی ہے۔

ہم ہوئے تم ہوئے کہ میر ہوئے
سب اسی زلف کے اسیر ہوئے

تو آپ نے فرمایا" جادو"" جادو"
ارے تیری تو موت تھی، اچھا ہوا میرے پاس آگیا، اب بچ جائے گا، پھر حضرت نے ایک فروٹی سے نوش فرمایا اور عارف قاضی نے حضرت کا بچا ہوا پیا پھر چند دنوں میں مرض میں افاقہ ہونے لگا اور الحمدللہ وہ مکمل شفایاب ہو گئے۔

سید فیض اللہ کہتے ہیں کہ اس واقعہ کو دیکھنے کے بعد میں اپنے لڑکے کے بارے میں حضرت سے فریاد کرنے لگا کہ حضور میرا بیٹا سید آفتاب کے دل میں پیدائشی طور پر سوراخ ہے، ڈاکٹر نے کہا ہے کہ آپریشن کے بغیر مرض صحیح نہیں ہوگا سرکار کرم فرمائیے، تھوڑی دیر بعد آپ نے فرمایا "ہوتا"" ہوتا" ٹھیک ہوتا۔ اسی درمیان میرے ایک دوست کا فون آیا کہ دہلی سے ڈاکٹر ناگپور آئے ہیں کل صبح کا وقت ملا ہے، صبح جب ڈاکٹر کے پاس رپوٹ لے کر گیا تو ڈاکٹر نے کہا: مجھے ابھی کی ایک رپوٹ چاہیے، جب میں نئی رپوٹ لے کر آیا تو ڈاکٹر نے کہا: اب تو اس کے دل میں بال برابر بھی سوراخ نہیں ہے، ایسا کیسے ہوسکتا ہے کہیں رپوٹ بدل تو نہیں گئی ہے، ڈاکٹر نے جانچ گھر فون کیا، اس نے بتایا کہ بالکل نہیں وہی رپوٹ ہے، اب ڈاکٹر نے کہا سید صاحب اب آپ کا لڑکا بالکل ٹھیک ہوگیا ہے۔ یہ سن کر میں نے سرکار جیلانی کو آواز دیا کہ سرکار یہ سب آپ کا کرم ہے۔

منقبت در شانِ سید المجذوب

محمد اورنگ زیب قادری امام حنفیہ مسجد، برہم پوری

قوم کے معمار ہیں سید احمد جیلانی

صاحب کردار ہیں سید احمد جیلانی

معرفت کے علم وفن کے اور زہد وتقوی کے

ایک قطب مینار ہیں سید احمد جیلانی

مخلوق کی ہر پریشانیاں دور کرنے کے لیے

ہر گھڑی تیار ہیں سید احمد جیلانی

کیجیے عنایت اب اپنی نظر خاص سے

اورنگ زیب تیرا شیدا گڑھ چرولی آیا ہے

صوفی، سالک اور مجذوب

صوفی: اس لفظ کی متعدد تشریح کی گئی ہے، ان میں سے ایک یہ ہے کہ صوفی صفہ سے بنا ہے۔ صفہ سے مراد مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا صفہ (چبوترہ) ہے۔ یہ لفظ اہلِ صفہ کی جانب منسوب ہے۔ اہلِ صفہ وہ چند صحابہ کرام تھے، جنھوں نے اپنے آپ کو دنیوی معاملات سے علاحدہ کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ کے لیے وقف کر دیا تھا، یہ لوگ اصحابِ صفہ کہلاتے ہیں۔ گویا یہ لوگ بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے خاص طالب علم تھے، یہ سادہ لباس پہنتے اور غذا بھی سادہ استعمال کرتے تھے۔ چوں کہ صوفیا کی زندگی میں اصحابِ صفہ کی زندگی کی جھلک موجود ہوتی ہے، اس وجہ سے ان کو صوفی کہا جاتا ہے۔

صوفی صوفیہ کی نظر میں

حضرت شیخ ابوعلی رود باری فرماتے ہیں:

"الصوفی هو ان یکون العبد فی کل وقت بما هو اولی به فی الوقت"

"صوفی وہ ہے جو ہر وقت اسی کا ہو کر رہتا ہے جس کا وہ بندہ ہے۔"

حضرت عمر بن عثمان مکی فرماتے ہیں:

"الصوفی ساکن الجوارح مطمئن الجنان مشروح الصدر منور الوجه عامر الباطن غنیاً عن الاشیاء لخالقها"

"صوفی پر سکون جسم، مطمئن دل، منور چہرہ، کشادہ سینہ باطن آباد اور تعلق مع اللہ کی وجہ سے دنیا کی تمام اشیا سے بے پرواہ ہوتا ہے۔"

حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"منقطع عن الخلق و متصل بالحق"

"صوفی مخلوق سے آزاد اور خدا سے مربوط ہوتا ہے۔"

حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

تصوف کے چار طریقے ہیں:

پہلا خاص الخاص طریقہ شریعت ہے۔

دوسرا طریقت ہے، جو بال سے بھی زیادہ باریک ہے۔

تیسرا حقیقت ہے، جس سے ذات حق کے مشکل و دقیق ترین نکات کی گرہ کشائی ہوتی ہے۔

چوتھا معرفت ہے جس میں معرفتِ الٰہی کا بے پایاں وعمیق دریائے توحید موجزن ہے۔

توحید تو یہ ہے کہ خدا حشر میں کہہ دے

یہ بندہ دو عالم سے خفا میرے لیے تھا

حضرت جنید بغدادی فرماتے ہیں:

صوفی میں مندرجہ ذیل اوصاف ہونا چاہیے:

"التصوف مبنی علی ثمان خصال، السخاء والرضاو الصبر والاشارة، الغربة ولبس الصوف والسیاحة والفقر"

"تصوف کی بنیاد آٹھ باتوں پر ہے۔ سخاوت، رضامندی، صبر، ذکر ومناجات، غربت، سادہ لباس، سیر وسیاحت اور فقیری۔"

حضرت ابراہیم کی سخاوت، حضرت اسماعیل کی رضامندی، حضرت زکریا کی مناجات، حضرت یحییٰ کی غربت، حضرت موسیٰ کا لباس، حضرت عیسیٰ کی سیاحت اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا فقر۔ (کشف المحجوب)

سالک: سلوک کا معنی راستہ ہے یعنی اللہ تعالی کے قرب اور وصل کے راستہ پر چلنا۔

سالک وہ ہے جو قربِ حق کے راستوں اور طریقت کی منزلوں کو مجاہدات وریاضات اور اتباعِ سنت وشریعت کے ذریعہ طے کر کے مقصود تک پہنچے۔

سالکین کو کبھی وصول الی اللہ پہلے حاصل ہوتا ہے اور شوقِ عبادت وذوقِ ریاضت بعد میں پیدا ہوتا ہے، اس کو صوفیا طریقِ جذب کہتے ہیں اور کبھی مجاہدہ وریاضت کا شوق پہلے پیدا ہوتا ہے اور وصول الی اللہ بعد میں میسر ہوتا ہے، اس کو طریقِ سلوک کہتے ہیں۔

مجذوب: اسے کہتے ہیں جو اللہ کے کسی جلالی اسمِ صفت یا اسمِ ذات کے ذکر کی نورانی تجلی میں جذب ہو کر ظاہرِ حواس سے بیگانہ ہو جائے۔ ایسے مجذوب سے شریعت کے احکام ساقط ہو جاتے ہیں، کیوں کہ وہ نماز، روزوں کی ادائیگی سے معذور ہو جاتا ہے اور عام طور پر "اللہ ھو"

کے ذکر کی کثرت سے "اللہ ھو" کے نور میں جذب ہو کر مجذوب ہو جاتے ہیں۔

مجذوب کی تین قسم ہے

مجذوب: جو مکمل طور پر جذب میں ہو جاتے ہیں، کبھی ہوش میں نہیں آتے، کھانا پینا چھوڑ دیتے ہیں، لباس اور ستر سے بیگانہ ہو جاتے ہیں اور اسی حالت میں فوت ہو جاتے ہیں۔

مجذوب سالک: ایسے مجذوب ہوتے ہیں جو سرِ دماغ میں" اللہ ھو" کا ذکر کرتے ہیں اور اکثر پانی میں غوطہ لگا کر ذکر کرتے ہیں اگر وہ ایسا نہ کریں تو ذکر کے نور کی تجلیات سے ان کے دماغ کے پردے جل جائیں، جو ایسا نہیں کرتے وہ اکثر فاتر العقل دیوانے ہو جاتے ہیں۔ایسے مجذوب سالک ،فنافی الوجود ہو جاتے ہیں، ایسے لوگ کبھی جذب کی حالت سے نکل کر صاحب عقل وشعور کی طرح دنیاوی کام بھی انجام دیتے ہیں۔اس لیے انھیں مجذوب سالک کہتے ہیں۔

سالک مجذوب: وحدت الوجودی فقیر، سالک اس لیے کہ وہ شادی بیاہ بھی کرتے ہیں ان کے بیوی بچے بھی ہوتے ہیں، وہ دنیاوی کاروبار میں بھی حصہ لیتے ہیں، اچھا لباس پہنتے اور اچھا کھانا کھاتے ہیں اور مجذوب اس لیے کہ ان پر" اللہ ھو" کے ذکر کی مستی کا غلبہ ہوتا ہے۔ان کا یہ تصور ہوتا ہے کہ ہر شئی میں اللہ ہی موجود ہے۔جیسا کہ حضرت ابو بکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: "میرے جبے میں کچھ نہیں سوائے اس کے اللہ ہی موجود ہے" وحدت الوجود کا تصور کرنے والے اکثر" اللہ نور السموات والارض "کا تصور کرتے ہیں، جس کی کثرت سے انھیں ہر طرف ہر شئی میں نورِ ذات کا مشاہدہ ہونے لگتا ہے۔

مجذوب شخصیات کو ولی کی ایک قسم میں شمار کیا جاتا ہے، جو تجلی الٰہی کی تاب نہیں لا پاتے اور ان کا شیشۂ عقل ٹوٹ جاتا ہے۔

تصوف کا ثبوت

تصوف کے ثبوت میں بہت سی روایتیں و آثار موجود ہیں ان میں سے چند پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اقوال سے تصوف وطریقت کا ثبوت فراہم ہوتا ہے۔ چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے علم کے دو برتن حفاظت میں لیے۔ایک کو لوگوں میں پھیلایا اور دوسرا اگر پھیلا دوں تو میری گردن کاٹ دی جائے۔اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ آپ نے حضور سے دو علم سیکھے ایک علمِ قال اور دوسرا علمِ حال۔(مشکوٰۃ، کتاب العلم)

ایک اور موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بہت سے غبار آلود، مفلوک الحال لوگ ایسے بھی ہیں کہ تم ان کا اپنے پاس کھڑا ہونا بھی پسند نہ کرو، مگر اللہ کی بارگاہ میں ان کی وہ شان ہے کہ کسی بات پر اللہ کی قسم کھا بیٹھیں تو اللہ ان کی قسم ہر حال میں پوری کرتا ہے'' (بخاری، کتاب التفسیر)

مست کردے مجھے ساقی مگر اس شرط کے ساتھ
ہوش اتنا رہے باقی کہ تیری یاد رہے

''ورق تمام ہوا داستان باقی ہے۔''

وما علینا الا البلاغ